

# غربت اور دہشت گردی ؟

ایلن بی کروگر

ترجمہ جنید احمد



# غربت اور دہشت گردی

ایمن بی کروگر

ترجمہ: جنید احمد

مشعل

آر بی ۵، سینئر فلور، عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن  
lahore-54600، پاکستان

# غربت اور دہشت گردی

ایمن بی کروگر

ترجمہ: جنید احمد

کالپی رائٹ اردو © 2010 مشعل بکس  
کالپی رائٹ انگریزی © 2007 پرنشن یونیورسٹی پرس

ناشر: مشعل بکس

آرمی 5، سینئٹ قلعہ

عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ 54600، پاکستان

فون فیکس: 042-35866859

E-mail: mashbks@brain.net.pk

<http://www.mashalbooks.org>

## فہرست

5	دیباچہ
7	تعارف
	لیپچر نمبر: 1
15	دہشت گرد کون ہوتا ہے؟
15	دہشت گردی میں حصہ لینے والوں کی انفرادی خصوصیات
45	لیپچر نمبر: 2
45	دہشت کہاں سے جنم لیتی ہے؟
45	سیاسی و معاشری حالات اور دہشت گردی
	لیپچر نمبر: 3
79	دہشت گردی سے کیا حاصل ہوتا ہے؟
79	دہشت گردی کے معاشری، نفسیاتی تاریخ
106	لیپچروں کے آخر میں کیے جانے والے سوال اور ان کے جواب

## دیباچہ

یہ کتاب ان تین پیغمروں کو بنیاد بنا کر میں نے تحریر کی ہے، جو میں نے فروری 21 تا 23، 2006ء میں اپنے لندن میں قیام کے دوران دیے تھے۔ یہ پیغمروں کو سکول آف آنکس ایڈ پولیٹکل سائنس میں دیے گئے اور یہ لائینل رونز میوریل پیغمبر یہود کا حصہ تھے۔

یہ پیغمبر دہشت گردی کے موضوع پر تھے جو اس وقت بلکہ اب بھی دنیا بھر میں زیر بحث ہے۔ مجھے لارڈ رچڈ لیارڈ نے اس کے لیے لندن مدعو کیا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ میں یہ پیغمبری معاشریت پر دوں۔ میں تعلیمی معاشریت پر اس وقت تک اتنا کام کر پکا تھا کہ جس سے ایک کتاب یہ آسانی لکھی جاسکتی تھی اور اب میں دہشت گردی پر تحقیق کر رہا تھا لہذا میری یہ خواہش تھی کہ میں اپنے یہ پیغمبر دہشت گردی کے موضوع پر دوں اور دنیا کے سامنے اس کے اسپاب و متنگ لاؤں۔ ہم دونوں اس بات پر رضا مند ہو گئے تھے کہ میں اس موضوع پر مزید سوچوں گا۔ پھر 7 جولائی 2005ء کو برطانیہ میں دہشت گردی کا ایک نہایت ہولناک حادثہ ہوا۔ اس روز چار نوجوانوں نے مرکزی لندن میں زیریں میں زیریں میں گاڑیوں اور ایک بس میں بم سے حملے کیے۔ اس کے نتیجے میں 52 لوگ مارے گئے اور 700 کے قریب لوگ زخمی ہوئے۔ یہ حملے پیش کے میڈرڈ حملے جو 11 مارچ 2004ء اور جولائی 2005ء میں کئے گئے تھے اور 9/11 کے بعد ہولناک اور خوفناک ترین کہے جاسکتے ہیں۔ ہم نے فعلہ کر لیا تھا کہ میرے پیغمبر دہشت گردی کی معاشریت کے بارے میں ہو گے۔ ہر رات ”اوٹھیز“ سامعین سے بھرا ہوتا اور اور لوگ بڑے خیال آفرین اور مشتبہ سوالات کرتے۔

دہشت گردی پر میری تحقیق کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ دہشت گرد یا تجزیب کا رغیب اور ان پڑھ ہوں اور اس کیتھے کو لندن میں دہشت گردی کے واقعات نے ثابت کر دیا تھا کیونکہ یہاں پڑھے

کچھ نوجوان جن کا تعلق مذل کلاس سے تھا، ان میں ملوث تھے۔ ان کا تعلق پاکستان اور جیکا کے ان خاندانوں سے تھا جو لپڑا اور ایس بری میں مدتوں سے رہا۔ اس پر تھے۔ میرے سامعین اب اس بات سے تحقیق نظر آئے کہ دہشت گردی کا تعلق غربت یا چالات سے ہونا ضروری نہیں۔ میرے ان پیغمروں کا موضوع تھا۔ ”میں الاقوامی دہشت گردی؛ اسے اب اور متاخر“، اس دوران میں نے روایات اور انفرادی واقعات و قصوں سے آگے کی بات کی۔ میری کوشش یہ تھی کہ میں دہشت گردی کی ٹھیک ٹھیک ایک تصویر سامعین کے سامنے لاؤں۔ میں نے اس بات کو پہنچ کے طور پر لیا کہ لوگوں کے سامنے اصل حقائق اور اسباب لائے جائیں۔

روبنز میموریل پیغمبر کے تحت لوگوں سے خطاب کرنا میرے لیے ایک اعزاز کی بات تھی۔ اس کے تحت بڑے بڑے کالرز ماضی میں پیغمبر دیتے رہے ہیں، امریتاں، لارنس سسرز، پیڈ رو آپ، رابرٹ منڈل وغیرہ۔ میں کبھی بھی لا یکنیل رو بنز سے نہیں ملا البته میں ان کے کام سے بہت متاثر ہوں۔ مجھے ان کے پیچوں سے ملنے کا اتفاق اسی دوران ضرور ہوا، انہوں نے میری بہت عزت کی۔

اس کتاب میں دی گئی تحقیق کے دوران میری بہت سے لوگوں نے رہنمائی کی۔ کلارا ایڈرسن الی نور کوہلی، اوی ناش کشوریان کلی یان اور کیتھی رسک نے تحقیق کے دوران میری پوری مدد کی۔ و مصنفین، ڈیوڈ لیمن اور جنکا میلی کووا جو میرے پہلے معاونین تھے، کامیں بہت شہرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے بہت فیضی شوروں سے نواز اجب میں اس کتاب کو دوبارہ لکھ رہا تھا۔ اس کے علاوہ میں پرنٹن یونیورسٹی پریس اور ان کے ایڈیشنری میل شاف کا بے حد مشکل ہوں جن کا تعاون ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں سامنے آیا ہے۔

## تعارف

9/11 کے بعد پالیسی ساز، عالم حضرات اور عام شہری ایک بنیادی سوال کرتے نظر آئے: انہوں نے ہم پر حملہ کیا؟ وہ کوئی بات ہے جس سے انہوں نے ہمیں تباہ کرنے میں اپنی جانوں کی بھی پرواہ نکی۔ مختصر ای لوگ پوچھ رہے تھے: دہشت گرد کیسے بتاتے؟

اگرچہ اس سوال کا جواب بہت سمجھیدہ ہے اور یقیناً اس کا جواب ہر کس اور واقعہ کے حساب سے مختلف ہو سکتا ہے۔ بہت سے لوگ یہ کہتے وکھائی دیتے: معاشر مسائل، تعلیم کی کمی کو لوگوں کو دہشت گرد بنا دیتی ہے۔ اس بات سے سابق امریکی صدر جارج بول اور سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیر بھی متفق تھے۔ ان کے علاوہ کوئی ایک مہبی سکاراں اور دانشروں کا بھی بھی خیال تھا۔

لہذا غربت، تعلیم کی کمی، سیاسی انتہا پسندی اور دہشت گردی میں یہ بیان کردہ تعلق اعلیٰ حکام کے خیالوں میں ارجح لگ گیا ہے۔ وہ اعلیٰ حکومتی عہدے دار جواب ریاضت ہو پکے ہیں اور انہی پارٹی کے لیے بھی اب کچھ نہیں کر رہے، اب تک اسی خیال کے حامی ہیں۔

مثال کے طور پر رچڈ آری ٹچ، جوڑ پی یکرڑی آف سٹیٹ (2001ء۔ 2005ء) رہے ہیں، نے ”نیپارک نائز“ میں دہشت گردی کے حوالے سے اپنے ایک مضمون میں پاکستان کا ذکر کر کر ہوئے لکھا۔ ”بجزل مشرف نے باور کرایا ہے کہ وہ دہشت گردی سے بہتے میں سمجھیدہ ہیں اور وہ اس کے اصل اور بنیادی اسباب کو ختم کرنا چاہتے ہیں، تعلیم اور معاشری ترقی سے۔ (1) مسلم کیوں نہیں جو برطانیہ میں رہائش پذیر ہے کے 39 اماموں اور علمانے ایک بیان پر دستخط کیے جس

میں یہ کہا گیا تھا ”7 جولائی 2005 کا الیہ ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم سب مل کر ”اسلام اوفیبا“ کے مسائل کا مقابلہ کریں۔ ہم تعصب، بے روزگاری، معاشری محرومیوں اور ان معاشرتی مسائل جیسے عوامل کو ختم کرنے کے لیے جدوجہد کریں جو ہمارے نوجوانوں کو مایوسی کا شکار بنا کر انتقام پر اسرا رہے ہیں۔“ روان ولیز کینٹر بری کے آرچ بیشپ نے دہشت گردی کو معاشری کمزوریوں کا نتیجہ بتایا۔ روان ولیز نے ماں کیروں اور پر اپنی تحقیق کے لیے 2006ء کا نوبل انعام حاصل کیا۔ انعام حاصل کرنے کی تقریب میں انہوں نے یہ بات کی۔ اسی طرح سے پہلے دلیش کے ماہر معاشیات محمد یونس نے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے مسائل کو غریب لوگوں کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے استعمال میں لانے پر زور دیا۔

اگرچہ یہاں پر معاشیات اور تعلیم کی جیسے عوامل کو دہشت گردی کی بہت بڑی وجوہات کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ ایک اور بات بھی کہی جا رہی ہے: ”یہ ہمارے طرز زندگی سے نفرت کرتے ہیں۔“ تاہم یہ ساری کی ساری وضاحتیں، مفروضات، عقائد اور خیالات پر ہی ہیں انہیں کوئی بھی سائنسی و منطقی توجیہ حاصل نہیں۔

وہ لوگ جو بے روزگار ہیں یا کم یا جرأت پر کام کر رہے ہیں، انہیں کم ہی سیاسی یا احتجاجی تحریکوں میں حصہ لیتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ اپنے حالات کی وجہ سے ان کا ختنے میں آئیک قدرتی بات ہے گر زیادہ تر یہی دیکھا گیا ہے کہ یہ لوگ صرف زبانی کا احتیاج تک ہی محدود رہتے ہیں۔ ہماری دنیا کی نصف سے زیادہ آبادی 2ڈاری سے بھی کم پر پاندن گزارتی ہے۔

دنیا میں اس وقت ایک بیلین سے زیادہ لوگ ایسے ہیں جن کی تعلیم صرف پرائمری تک ہے یا اس سے بھی کم اور 785 ملین بائیخ لوگ اس وقت بالکل ان پڑھ ہیں۔ اگر غربت اور بے روزگاری دہشت گردی کا باعث ہوتے تو دنیا ان دہشت گروں سے بھری ہوتی جو ہماری زندگی اور نظام کو برہاد کرنے پر کربستہ ہوتے مگر تحقیقت اس کے برکس ہے اور یہاں پر پرچڑ آری ٹھُٹ آری کی کہیت کہ غربت اور جہالت دہشت گردی کی سب سے بڑی وجوہات ہیں غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ غریب اور ان پڑھ لوگ خاص طور پر سیاسی تحریکوں سے دور رہتے ہیں۔

حکومتی اور دیگر علمی و تحقیقی سطح پر کی جانے والی تحقیق سے بات سامنے آئی ہے کہ دہشت گرد پڑھ کرھے، میل کا اس طبقے یا امر اکی کلاس سے تعلق رکھ سکتے ہیں۔ کئی ایک جو اس مسئلے پر تحقیق میں مشغول ہیں

کا بھی بیہی خیال ہے کہ غربت کا دہشت گردی سے بہت کم تعلق ہے۔ مثال کے طور پر 9/11 (نائزین) کے واقعہ پر سامنے لائی گئی کمیشن رپورٹ کے مطابق ”دہشت گردی کی وجہ غربت نہیں۔“ (کمیشن رپورٹ 2004ء صفحہ 378) مگر اس کے باوجود ابھی تک زیادہ تر یہی کہا جا رہا ہے کہ دہشت گردی کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔

اس عالم غلط ہنسی کے پیچھے کئی ایک شخصی وضاحتیں موجود ہیں کہ دہشت گرد ہم پر اس لیے حملہ آ در ہوتے ہیں کیونکہ وہ غریب اور ان پڑھ ہیں، ان کے لیے زندگی میں کچھ نہیں اور یہ مغرب سے اس بنا پر نفرت کرتے ہیں کہ وہاں لوگوں کے پاس سب کچھ ہے۔ نظریاتی سطح پر ماہرین معاشریات کی یہ سوچ ہے کہ وہ لوگ جو کم اجرت پر کام کرتے ہیں ان کے جرائم کی طرف راغب ہونے کے موقع زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر دہشت گردی اور ان جرم کا تعلق پر اپریٰ وغیرہ سے ہوتا ہے، میں بہت فرق ہے۔

زیادہ تر دہشت گرد پر اپریٰ یا مال و دولت کے پیچھے نہیں ہوتے اگر ایسا ہوتا تو خودش حملوں کی کیا ضرورت تھی۔ اگر وہ زندہ ہی نہیں رہیں گے تو دوست کس کام کی؟ اس کی بجائے یہ دہشت گرد اپنے مخصوص سیاسی عقائد جن پر ان کا انداز اعتماد ہوتا ہے سے تحریک حاصل کرتے ہیں۔ مغرب کو اکثر نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس لیے نہیں کہ مغرب میں دولت ہے، اس لیے کہ مغرب با اثر ہے اور دہشت گردی کی کامیابی کے موقع یہاں زیادہ ہیں کیونکہ یہاں جمہوریت ہے، بہبیت ان علاقوں یا ممالک کے جہاں مطلق العنانیت ہے۔

عام چھوٹے موٹے شریٹ کرائسر کے بجائے ہم دونگل پر وجود دیجے ہیں۔ اب ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ لوگ جو بہت پڑھ لکھے ہیں اور جن کے پاس اچھی ملازمتیں ہیں ان کے پاس ووٹ دینے کے لیے وقت نہیں ہونا چاہیے مگر یہ لوگ دونگل یا ایکشن میں حصہ لیتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار چاہتے ہیں اور سیاسی عمل میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ اسی طرح سے دہشت گرد بھی سیاسی مناظر پر اثر انداز ہونا چاہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم اس بحث میں پڑیں کہ کس کی تجوہ اور موقع کم ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے کہ دہشت گرد کیسے بنتے ہیں ہمیں پوچھنا چاہیے کون محدود سیاسی عقائد کرتا ہے اور کیا وہ اتنا بآعتماد ہے کہ اپنے عقائد اور نظریات کے لیے لوگوں کو مجبور کر سکے؟ زیادہ تر دہشت گرد وہ غریب نہیں ہوتے جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا بلکہ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو اپنے عقیدہ اور نظریے کے بارے میں اتنے جذباتی ہو سکتے ہیں کہ جان تک سے گزرجائیں۔

اگر پالسی ساز اور عام لوگ دہشت گردی کے بارے میں غلط سوچ یا سمجھ رکھتے ہوں تو اس سے بہت فرق پڑتا ہے۔ اگر ہمیں اس کے خلاف ایک موثر حکمت عملی تیار کرنی ہے تو ہمیں یہ ضرور جانانا ہو گا کہ ان دہشت گروں کو کون ایسا کرنے پر مجور کر رہا ہے، وہ کیا عقائد یا نظریات ہیں، جن کے زیر اثر یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ دہشت گرد صرف اس لیے ہم پر یاد گیر دنیا کے لوگوں پر حملہ نہیں کرتے کہ وہ غریب ہیں بلکہ وہ چیز پر لٹکل ایشور کے خلاف اپنارڈ عالم ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔ دہشت گردی اور دہشت گروں کے بارے میں ناکافی یا غلط فہمی پر مبنی علم یا معلومات ہمیں ان کے خلاف موثر کارروائی سے روک دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک حکومت کسی ایسے سیاسی معاملے کے بارے میں جو عوام کے لیے مسائل کا باعث ہو پر چک پاری کا مظاہرہ مذکور تو اس بات کے چانسز ہیں کہ کوئی دہشت گرد تنظیم اس کے نتیجے میں پیدا ہو جائے۔ دہشت گردی کے اسباب جان کر ممالک اس کی بروقت روک قائم کر سکتے ہیں۔ بنیادی شہری حقوق کو دباویت سے بہت سے لوگ دہشت گردی کی جانب مائل ہو سکتے ہیں۔ دہشت گروں کے بارے میں درست علم ہمیں کئی حداثات سے پجا سکتا ہے، ہم اس کو فحتم کر کے معاشرے کو حفظ بنا سکتے ہیں۔

جبیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں، اس کتاب کی نیماد میرے وہ تین پیچھے ہیں جو میں نے فوری 2006ء کو لاکٹنل روپریمیوریل پیچھے سریریز کے سلسلے میں لنڈن سکول آف اکنائس اینڈ پولیٹکل سائنس میں دیے تھے۔ میں نے زیادہ تر معاشریت پر بات کی ہے، اس میں میرا علم اور تحریر پہنچی شامل ہے، اس کے علاوہ میں نے مختلف پولیٹکل سائنس، نفیات اور سوشیالوجی کے عوامل کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس کتاب کا نام (Enlisting Social Science in the War on Terrorism) رکھا جائے۔ مگر بعد میں میں نے اسے ایک سادہ سانام (Terrorism) دے دیا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں ایک باقاعدہ، سائنسی و منطقی طریقے سے دہشت گردی کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، خاص کر معاشری مسائل کی روشنی میں۔ پہلے پیچھے میں مانیکرویل پر دہشت گردی کا ذکر کر رہی ہیں انفرادی طور پر دہشت گردی کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہاں میں نے دہشت گردی میں شریک افراد کے بارے میں بہت سارے اور مختلف ڈیتا کا ذکر کیا ہے۔ محققین نے مقایی طریقوں کو استعمال میں لا کر دہشت گروں، خودش حملہ آوروں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ ان لوگوں کا موازنہ عام لوگوں سے کیا گیا ہے۔ بطور گروپ کے دہشت گردانی سوسائٹی کے دیگر افراد سے زیادہ دولت مندار

پڑھے کچھ ہوتے ہیں تاہم ان میں کچھ الگ باتیں بھی ہوتی ہیں۔ دہشت گردوں کا خاننا یا ان کی تصویر کشی کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی بھی اس سلسلے میں ایک مثالی خاکہ آج نہیں آیا۔ دہشت گردوں نے ایسے لوگوں سے کام لینے میں ماہر ہیں جن کا کوئی خاکہ یا تصویر حکام کے پاس پہلے سے موجود نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود بھی تک اس بات کا کوئی بھروسہ ثبوت نہیں کہ دہشت گردوں نے اور ان پڑھے ہوتے ہیں۔

پہلے پچھر میں ان لوگوں کی خصوصیات جو دہشت گردوں میں شریک ہوتے ہیں کا ذکر کرنے کے علاوہ اس بارے میں لوگوں کی رائے سے بھی نتائج اخذ کیے گے ہیں۔ دہشت گردوں ایک معاشرتی سیاق و سماق سے تعلق رکھتی ہے۔ لوگوں کو دہشت گردوں بنانے میں دوستوں، خاندان کے فراد، پڑوسیوں اور دیگر سماقیوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ عوامی رائے پر مشتمل جائز سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ زیادہ پڑھے کچھے اور اچھے عہدوں پر فائز زیادہ اختبا پسند ہوتے ہیں اور وہ ان لوگوں کی نسبت جو اس معاملے میں خسارے میں ہوتے ہیں سے زیادہ دہشت گردی کے حماقی ہوتے ہیں۔ آبادی کا وہ حصہ جو کم پڑھے کچھے، غریب اور پس باندہ لوگوں پر مشتمل ہے حکومتی پالیسیوں پر زیادہ تقدیم نہیں کرتا۔ شاید اس وجہ سے کہ ان کے دماغ دیگر مسائل میں لمحے رہتے ہیں۔

انفرادی سطح پر حاصل کردہ مشاہدے سے ان لوگوں کا خیال بدلتا چاہیے جو یہ کہتے آئے ہیں کہ دہشت گردی کا تعلق ان پڑھے اور غریب طبقے سے ہوتا ہے۔ مگر یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دہشت گرد نامناسب اور ناقص اقتصادی و معاشری بحران سے بالکل لاتعلق نہیں ہو سکتے۔ لیکن معاشری مسائل سے دہشت گردی بیدا ہو سکتی ہے۔ یہ بات بھی ممکنات میں سے ہے کہ اعلیٰ طبقے کے کچھ لوگ اس بات سے دہشت گردی پر اتر آئیں کہ ان کے ملک کے لوگوں کے ساتھ نہ انصافی کی جاری ہے، انہیں مناسب موقع نہ دے کر۔ دوسرے پیچھے میں اس پر بات کی گئی ہے۔ یہاں پھر اس بات کو زیادہ حمایت نہیں حاصل کر دہشت گردی کی وجہ معاشری مسائل ہو سکتے ہیں۔ کئی معاشرتی و معاشری عوامل جیسا کہ ناخواہدگی، پچوں کی شرح اموات اور جی ڈی پی کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو دہشت گردی میں حصہ لیتے ہیں۔ اس کا ہمیں الٹ نظر آتا ہے اگر ایسا ہوتا تو غریب ممالک میں زیادہ دہشت گردی کے واقعات ہوتے جبکہ حقیقت میں یہ ہو رہا ہے کہ ایسے واقعات آپ کو مناسب یا درمیانی آمدن والے ممالک میں زیادہ ملتے ہیں۔

کچھ عوامل کی رو سے اس بات کا تسلسل سے اشارہ مل رہا ہے کہ اگر کسی ملک کے باشندوں کے بنیادی شہری حقوق سلب کر لیے جائیں مثلاً صافحت پر پابندی، تقریر و تحریر پر قდغناں اور دیگر سیاسی حقوق وغیرہ تو وہاں کے لوگ دہشت گردی کی جانب مائل ہو سکتے ہیں۔ جب پر امن احتجاج سے کام نہ چلتے تو حکومت سے ناراض طبقہ ہو سکتا ہے کہ دہشت گردی پر اتر آئے۔ مگر ہمارے پاس ایسے مالک کی مثالیں موجود ہیں جہاں معاشری مسائل تو موجود ہیں مگر وہاں لوگوں کو سیاسی آزادی حاصل ہے اور ایسے ملک بھی موجود ہیں جہاں معاشری استحکام تو ضرور ہے مگر سیاسی آزادی بالکل نہیں جیسا کہ سعودی عرب۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف معاشری استحکام سے دہشت گردی کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔

یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ میرے دوسرا پیکھر میں ان بیرونی جنگجوں کا تفصیلی تذکرہ اور تجزیہ موجود تھا جنہیں عراق میں اگر فرار کیا گیا تھا۔ میں نے یہ پیکھر اس روز دیا جب عراق میں 22 فروری 2006ء کو اعلیٰ گولڈن نامی مسجد کو بم کا نشانہ بنایا گیا۔ بہت سے لوگ اسے عراق کی جنگ کا ایک اہم موڑ قرار دیتے ہیں۔ اکتوبر 2006ء میں امریکی سترل سماں نے عراق کے بارے میں ایک چارٹ پر مشتمل خفیدہ پورٹ تیار کی۔ یہ پورٹ ایک ہو کر ”نویارک نائائز“ کے ہاتھ لگ گئی۔ اس رپورٹ کا نام ”Index of Civil Conflicts (Assessed)“ رکھا گیا تھا۔ اس چارٹ نمار پورٹ میں سارے کے اس حملے سے پہلے کے دنوں کو سبز اور پلے شیدیوں میں دکھایا گیا ہے جبکہ بعد کے دن جن میں وہاں بدترین نسلی و گروہی فرادات ہوئے سرخ اور نارنجی رنگوں سے ظاہر کیے گئے ہیں۔ میرے تجربے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بنیادی شہری حقوق کا عراق کے ہم سایہ مالک میں نہ ہونا ان بیرونی حملہ آوروں کا عراق میں آنے اور بغاوت میں حصہ لینے کا باعث رہا تھا۔ یہاں معاشریات، نہیں بلکہ مجب کا عمل خلیل زیادہ اہم تھا۔ یہاں سارے بیرونی حملہ آور مسلمان تھے۔ ایک اور بات جو سامنے آئی اس کے مطابق سارا کے واقعے سے قبل عراق میں شورش کی جڑ گر بیویا مکی مسائل تھے۔ دہشت گرد اپنے نارگٹ ملک میں خوف پھیلاتے ہیں، وہ اس ملک کی معاشریات کو نقصان پہنچاتے ہیں، لوگوں کی رائے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور حکومت کی پالیسیوں میں تہذیلی کا باعث بنتے ہیں۔ کیا وہ کامیاب رہتے ہیں؟

میرے تیسرے پیکھر میں دہشت گردی کے معاشری، نفسیاتی اور سیاسی متاثر کا ذکر ہے۔ اس پیکھر میں اس بات پر بھی بحث کی گئی ہے کہ میڈیا کو یہ لوگ کیسے استعمال میں لارہے ہیں۔ کیسے میڈیا اپنی پھیلائی ان کے کام میں مدد اور رہا ہے۔

دہشت گردی کے معاشر متنگ پر بہت بحث کی گئی ہے۔ کچھ ماہرین معاشریات کے مطابق دہشت گردی معاشریات کے لیے بہت خطرناک ہو سکتی ہے جبکہ کچھ کے مطابق چند حالات کے تحت اس کے نتیجے میں مضبوط معاشر پیداوار ہونا ممکن ہے۔

یہاں ہم دو مشہور ماہرین معاشریات کے خیالات کا ذکر کر رہے ہیں۔ ملنٹن فریڈمن نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل انتڑیوں میں اس بات پر زور دیا تھا کہ عالمی معاشریات کے لیے سب سے بڑا خطرہ ”اسلام اور فاشیزم“ اپنے دہشت گردی کے تھیمار کے ساتھ ہے جبکہ دوسری جانب ایک اور ماہر معاشریات رابرت بار، جس کا تعلق ہارودز سے ہے، نے ”برنس ویک“ میں لکھا تھا کہ 11 ستمبر کے واقعہ کا ایک ثابت پہلو یہ ہو سکتا ہے کہ شاید اس سے وہ تربیت قریب معاشری صراحت ختم ہو جائے جس کا امریکا کو سامنا ہے۔ (2)

تیسرا پنجم میں دہشت گرد حملوں سے پیدا شدہ معاشری مسائل و متنگ کا تجزیہ کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں موجود ثبوت و شہادت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک نتیجہ یہ اخذ کیا گیا ہے کہ دہشت گرد صرف اسی صورت میں کسی ملک کی میشٹ پر اشناز ہو سکتے ہیں جب عوام اور ان کے لیڈر اور ریاست کرنے والے ہیں۔ دہشت گردی کے معاشری مسائل کا نقشی و سیاسی متنگ سے گہرا تعلق ہو سکتا ہے اور میڈیا سے بھی کیونکہ یہ یعنی مرضی خوفناک اور قابل نفرت عمل کسی یہ انسانی و مادی وسائل و ذرائع کو قائم رکھتی ہے یعنی یہ مکمل جاہی نہیں لاتی۔

کسی بھی مفروضے کو غلط ثابت کرنا، درست ثابت کرنے کی نسبت، کہیں زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ دہشت گردی کا اگر انفرادی سُٹھ پر جائزہ لیا جائے تو اس کے شواہد و ثبوت زیادہ ملیں گے نسبت اس کے کہ اگر اس کا جائزہ پورے معاشرے میں لیا جائے۔ دہشت گردوں کا موازنہ اس آبادی سے کرنا آسان ہے جس سے ان کا تعلق ہوتا ہے مگر اس معاشرے میں ان باتوں کا جاننا خاص مشکل ہے جو ان کو دہشت گرد بناتی ہیں۔ بھی وجہ ہے شاید کہ تامل ناگگر اور آرٹش لبریشن آری کے بارے میں بہت کم معلوم ہوا ہے۔

دہشت گردی کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو اس مسئلے کا بھی سامنا رہتا ہے کہ دہشت گردی کے حملوں کے بارے میں ملکی سُٹھ پر کسی بھی مسئلہ ڈیٹا کی کی ہے۔ یہاں پر ضرورت ہے کہ مبنی الاقوامی سُٹھ پر ڈیٹا یا معلومات کی دستیابی تاکہ تحقیقیں بآسانی کام کر سکیں۔

دہشت گردی پر تحقیق بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ میں نے اس کتاب کے لیے اپنے پیچھوں کو اپنے ذمہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہی کوشش بھی رہی ہے کہ میں اصل موضوع جو میرا پیچھوں کے دورانِ رہائش، پر قائم رہوں، میں نے اس میں سوال و جواب کا بھی ایک ایڈٹ شدہ درڑن بھی شامل کیا ہے۔ اس کتاب کا مقصد دہشت گردی پر موجود ذائقہ آسان الفاظ میں لوگوں کے سامنے لانا ہے۔ گو کہ اس میں شاریات کے حوالے سے کئی باتوں کا تذکرہ ہے مگر قارئین کے لیے یہ کسی مسئلے کا باعث نہیں بنتی گی۔ معاشی مسائل، غلطیوں اور دگر ایسے عوامل کی پیش اور گراف تکمیل ہی محدود رکھا گیا ہے اگر کوئی اس کے بارے میں زیادہ جانتا چاہے تو اسے میرا "آرٹیکل پڑھنا چاہیے جو میں نے Journal of Economic Perspective میں جید کا میکل کووا کے ساتھ مل کر لکھا تھا، اور اس کے علاوہ اس کے لیے وہ دو تحقیقی مقالے بھی خاصے مفید ہوں گے جو میں نے ڈیوڈ لیٹن، جو ایک سیاسی امور کے ماہر ہیں کے ساتھ مل کر لکھے تھے۔ یہ آرٹیکل اور اس کے علاوہ دیگر غیر مطبوعہ مواد میرے دیپ پنج پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

یک پھر ۱

دہشت گرد کون بنتا ہے؟

دہشت گردی میں حصہ لینے والوں کی انفرادی خصوصیات

پچھلے چھ سال کے دوران میں دہشت گردی کی معیشت یا معاشریات کا مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اس پیچھے میں پوچھا گیا ہے کہ کیوں لوگ دہشت گردی میں حصہ لیتے ہیں: ان کے خصائص و عادات وغیرہ کیا ہیں؟ کیا ہم ان کے پیچھے قوت و تحریک، دہشت گردی میں حصہ لینے کی وجہات، ان کی خصوصیات اور ان کے خاندانی پس منظر سے کوئی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں؟ مجھ سے اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ اس کا معیشت سے کیا تعلق ہے؟ ایک ماہر معاشریات کو کیا ضرورت ہڑتی ہے دہشت گردی کو جانے کی؟

میرے پاس اس بات کے دو جواب ہیں۔ ایک کچھ حد تک ہلکا اور دوسرا کچھ زیادہ سمجھیدہ ہے۔ ہلکی پچھلی بات یہ جواب ہے کہ دہشت گرد، دہشت گردی کی جانب اسے ایک پیشہ کھج کر مائل ہوتے ہیں جیسا کہ کوئی ڈاکٹر یا ہر معاشریت بنا چاہتا ہے لئنی یہ لوگ اسے ایک پیشہ سمجھتے ہیں۔ لیبر الائنس اس موضوع پر خاصا کام کرچکے ہیں کہ کون کیا اور کیوں بنتا ہے؟ یہ لوگ اگر ان خطوط پر کام کریں تو شاید دہشت گردی کے بارے میں ہمیں مزید پیدی چل سکے۔ دوسرا جواب جو خاصا سمجھیدہ ہے، کا تعلق میرے اس کام سے ہے جو میں نے جوان سٹیفن پس چیک، جو آج کل لندن کوں آف اکنامس